خواجہ عبدالحمید آف قادیاں حال لودھراں۔

مرزا محمود خلیفہ قادیاںؒ کے فرار کی داستان

قادیان سے فراری

سابقہ قسط میں میں نے یہ لکھا تھا کہ مرزا محمود خلیفہ قادیان (مصلح عمر ثانی) امام جماعت احمدیہ قادیان موٹر کار میں پردوں کو لٹکا کر ملٹری ٹرکوں کی حفاظت میں قادیان سے کیسے فرار ہوئے اور اپنے پیچھے اپنے برادر اصغر مرزا بشیر احمد ایم۔ اے کو قائم مقام بنا گئے۔ تمام بڑے بڑے مرزائی ملٹری ٹرکوں میں سوار ہو کر پاکستان پہنچے اور قادیان کے متعلق تمام تقدیس کے دعوے جھوٹے کر گئے۔ مختصر طور پہ مرزائیوں کے قادیان کے متعلق عقائد تحریر ہیں:

قادیان دارالامان کی حفاظت

ابتدائی دور میں قادیان کا نام "اسلام پور قاضیاں" تھا، پھر اس کا نام قاضی ماجھی پڑا، مرزائیوں نے قادیان کا نام "قادیان مغلاں" رکھا۔ پھر قادیان مغلاں چھوڑ دیا اور قادیان دارالامان رکھا اور یہ اہمیت ظاہر کی:

"قادیان اور باہر کی اینٹوں میں فرق ہے۔ اس مقام کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں اسے عزت دیتا ہوں جس طرح بیت الحرام، بیت المقدس یا مدینہ یا مکہ کو برکت دی ہے، یہاں کی اینٹیں بھی انسانی جانوں سے زیادہ قیمتی ہیں ———— یہاں کے مقدس مقامات کی حفاظت کیلئے اگر ہزاروں احمدیوں کی جانیں چلی جاویں تو ان کی حیثیت اتنی بھی نہیں ہوگی جتنی ایک کروڑپتی کے لئے ایک پیسے کی ہوتی ہے ————
———— قادیان اور قادیان کے شعار کی حفاظت زیادہ سے زیادہ ذرائع سے کرنا ہمارا اوّلین فرض ہے۔"

(الفضل قادیان جلد ۲۲، نمبر ۷۲، ۱۳ نومبر ۱۹۳۴ء)

۲۔ بیت الذکر سے مراد وہ مسجد ہے جو اس چوبارہ کے پہلو میں بنائی گئی ہے اور آخری فقرہ "من دخلہ کان اٰمناً" اس مسجد کی صفت ہے (براہین احمدیہ صفحہ ۵۵۸)

۳۔ "زمین قادیان اب محترم ہے، ہجوم خلق سے ارض حرم ہے۔"
———— (در ثمین، صفحہ ۵۲)

۴۔ حج اکبر
معمولی اور نفلی حج بھی لوگ کرنے جاتے ہیں، مگر اس جگہ (قادیان۔ ناقل) نفلی حج سے زیادہ ثواب ہے ————
کیا ہی بدقسمت ہے وہ شخص، جو احمدیت کے حجِ اکبر میں تمتّع سے محروم رہے! (الفضل ۸ دسمبر ۱۹۲۲ء)

۵۔ مسیح قدنی اور قادیان
"یہ قادیان ہے، نبی کی بستی، یہ تخت گاہِ رسولِ حق ہے"
خدائے قادر کا ہے یہ وعدہ یہ بلدہ دارالاماں رہے گا!
ہزاروں آئیں عذاب دنیا میں، لاکھوں برباد شہر بھی ہوں،
مگر یقیناً یہ شہرِ احمد نبی بہ حفظ دارالاماں رہے گا!
(الفضل قادیان، ۱۱ جولائی ۱۹۳۵ء)

۸۔ مسجد اقصےٰ قادیان کی مسجد ہے

"سبحٰن الذی اسرٰی . . . . . . بارکنا حولہٗ . . کی آیت کریمہ میں مسجد اقصٰی سے مراد قادیان کی مسجد ہے، جیسے فرمایا، معراج میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد حرام سے مسجد اقصےٰ تک سیر فرما ہوئے اور وہ مسجد بھی ہے جو قادیان میں بہ جانب شرق واقع ہے، جو حضرت مسیح موعود کی برکات اور کمالات کی تصویر ہے۔"

(اخبار الفضل۔ قادیان ۲۱ر اگست ۱۹۳۳ء جلد ۲۰)

ان حوالہ جات سے معلوم ہوتا ہے کہ قادیان کا تقدس مرزائیوں کو مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ سے بھی بڑھ کر ہے اور یہ دارالامان ہے، بلد الامین ہے، باقی شہر خواہ برباد ہو جائیں اس کی خدا خود حفاظت کرے گا مگر ۱۹۴۷ء میں ان تمام دعاوی اور عقائد کو مرزائیوں نے خود غلط، جھوٹے اور فرضی دماغی اختراع ثابت کر دیا۔

سارے ساکنہ قادیان کی حفاظت کے معاہدات کرتے رہے اور خود مرزا محمود خلیفہ قادیان اور بڑے بڑے مرزائی، بزدل لومڑیوں کی طرح سب سے پہلے ملٹری ٹرکوں پر چڑھ چڑھ کر بھاگے۔

حالات قادیان

مرزا بشیر احمد ایم۔ اے (والد ایم۔ ایم۔ احمد) قادیان کی حفاظت کے انچارج تھے اور مرزا ناصر احمد حال خلیفہ ثالث ربوہ۔ ملٹری ٹرکوں کے انچارج تھے جو صرف مرزائیوں کو ملٹری ٹرکوں پہ لاد لاد کر نکالتے تھے۔ مرزا ناصر احمد نے اپنا کیمپ ٹی۔ آئی۔ ہائی سکول کی فٹ بال گراؤنڈ میں لگا رکھا تھا اور خود سکول کی بالائی منزل میں سکونت اختیار کر رکھی تھی۔

ہندوؤں اور سکھوں کے شرنارتھی جتھے قادیان میں روز بروز بڑھتے جا رہے تھے اور حالات دن بدن مخدوش و خطرناک ہوتے جا رہے تھے۔ مرزا بشیر احمد ایم۔ اے معاہدہ کرنے کے باوجود رُخ پھیرتے جا رہے تھے شرنارتھی جتھوں کے ہاتھوں میں کرپانیں، کلہاڑیاں اور بلم وغیرہ تھے۔

بڑے بازار سے میرا گذرنا بھی انتہائی دشوار گذار ہو چکا تھا۔ گلیوں میں ہندوؤں، سکھوں کے رضاکار کھڑے رہتے تھے کہ کوئی مسلمان سامان نہ لے جانے پائے۔ میں نے مرزا بشیر احمد ایم۔ اے کی چٹھی کے مطابق اپنا سامان ان کے سٹور میں جمع کروا دیا تھا۔ ہمارے مویشی تک بھوکوں سے کمزور و نڈھال ہو گئے میں نے اپنے مویشی سردار تیجا سنگھ سکریٹری خالصہ دیوان ریارکی قادیان کے سپرد کر دیئے کہ وہ اپنے موضع بلڈر کلاں میں لے جاوے۔ سردار تیجا سنگھ میرے ساتھ ہر وقت پہرہ دار کی صورت میں رہتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے دل میں رحم ڈال دیا تھا۔ قافلہ چلا دیا گیا جو قادیان سے پیدل بٹالہ لے جایا گیا۔ ہندو ملٹری جاٹوں کی پلٹن نے نہر تتلے پر مسلمانوں کا خون پانی کی طرح بہایا اور نہر کا پانی سرخ ہو گیا۔ قافلہ میں دیہاتی اور مسلمانوں کے افراد تھے، کوئی مرزائی نہ تھا۔ مرزائیوں کے دیہات فیض اللہ چک، موضع ننگل اور تلونڈی جھنگلاں کے اکثر لوگ فوجی ملازم پنشنر تھے۔ ان کے پاس اسلحہ تھا مگر وہ ملٹری ٹرکوں پر کنووائے میں جا رہے تھے۔ وہ اپنے رشتہ داروں کو بھی ملٹری ٹرکوں پر لے جا رہے تھے۔ مسلمانوں کا قافلہ بٹالہ سے پیدل ڈیرہ بابا نانک تک لے جایا گیا۔ یہاں کا ہندو تھانے دار چوہدری چندر ابن تھا جو کسی زمانہ میں بڑا نرم دل سب انسپکٹر پولیس تھا مگر حالات کے پیش نظر اور ہندو مسلم سوال کے پیش نظر وہ بھی مسلمانوں کا جانی دشمن ثابت ہوا۔ اس نے قافلہ پر مظالم شروع کر دیئے اور قافلہ کو دریائے راوی کے پار شکرگڑھ کی تحصیل میں بھجوا دیا قادیان تقریباً خالی ہو چکا تھا۔ سوائے چند مرزائیوں کے جو انہوں نے مخصوص سکیم کے تحت رکھے تھے جنکو مرزائی درویش کہتے تھے۔ باقی سب مرزائی جا چکے ہیں۔ اب مرزائیوں نے اپنی پالیسی بدل کر ہندو سکھ حکام کی خوشامد اختیار کر لی تھی۔ مرزائی پوری طرح خوشامد کرنا اور موقع پرستی کرنا جانتے ہیں۔ آخر ملٹری نے احمدیہ بازار، مسجد اقصیٰ تک سے بازار سے باہر مرزائیوں کا نکلنا بند کر دیا۔ اور اس جانب ہندو سکھوں کے قافلوں اور افراد کا جانا بند کر دیا۔ یہ شاید حکام اعلیٰ کے احکام کے تابع تھا۔

لاکھوں مسلمانوں کا قتل عام ہؤا - خود قادیان میں مسلمانوں کے قافلہ پر گولی چلی - ناحق خون بہایا گیا، مگر مرزائی ٹس سے مس نہ ہوئے - اس خون آشام دور میں پھرا "نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن" والا معاملہ تھا، میں اکیلا کیا کر سکتا تھا - سردار تیجا سنگھ ہر وقت میری حفاظت پر رہتا اور مجھے تسلیاں دیتا تھا - آخر اس سے نہ رہا گیا، کہنے لگا،

"خواجہ صاحب، اب جبکہ قادیان خالی ہو رہا ہے، آپ پاکستان چلے جائیں، اب آپ کس کیلئے یہاں رہ کر اپنی زندگی خطرہ میں ڈال رہے ہیں، مرزائی چلے گئے، مسلمانوں کا قافلہ چلا گیا، اگر ہندوستان میں رہنا ہو تو میرا رشتہ دار بمبئی میں رہتا ہے، اس کے ہاں بھجوا دیتا ہوں، جب حالات سدھر جائیں گے اور اعتدال پر آ جائیں تو قادیان آ جانا"

میں نے کہا کہ بھائی اب پاکستان جانے کی کوئی صورت نکالو، مجھے تو کچھ سوجھتا نہیں سردار تیجا سنگھ مجھے تھانہ میں لے گیا جہاں گیانی ہزارہ سنگھ تھانیدار سے ملے - وہ مجھے ذاتی طور پر جانتا تھا، سردار تیجا سنگھ نے پر زور سفارش کی کہ خواجہ صاحب کو صحیح سلامت پاکستان بھجوا دیا جائے - اس نے کہا کہ میرے پاس تو کوئی ملٹری ٹرک نہیں - البتہ میں کیپٹن میگھ سنگھ سے (جو ہندو جاٹ ضلع روہتک کا تھا) ملٹری ٹرک اپنے خاص دوست کے لئے کہہ کر مانگتا ہوں، شاید وہ میری بات مان جائے - چنانچہ گیانی ہزارہ سنگھ، سردار تیجا سنگھ اور ڈاکٹر گوربخش سنگھ وفد بن کر کیپٹن کے پاس گئے اور نہ جانے کیا کیا باتیں کیں مگر ایک ٹرک کا وعدہ لے آئے -

صبح کو سات آٹھ بجے کے قریب سردار تیجا سنگھ اور گیانی ہزارہ سنگھ تھانیدار میرے مکان پر ملٹری ٹرک لے کر آ گئے اور میرے بال بچوں کو سوار کیا، میرے خاندان اور محلہ کے چند لوگ بھی سوار ہو گئے اور ٹرک چل دیا -

گیانی ہزارہ سنگھ، سیکرٹری، ہندوؤں کے ڈی - اے - وی (D.A.V) سکول تک ٹرک کے ساتھ رہے اور پھر واپس چلے گئے - سردار تیجا سنگھ جب میری طرف دیکھتا تھا تو زار زار روتا تھا (اب فوت ہو چکا ہے) وہ میری جدائی برداشت نہیں کرتا تھا، میں نے ان کو سمجھایا کہ یہ کسی کے بس کی بات

نہیں ہے۔ جو خدا کو منظور تھا ہو گیا، اب صبر سے کام لو۔ اگر حالات اچھے ہوئے تو میں ایک دفعہ ضرور ملاقات کروں گا۔ ہمارا ٹرک امرتسر پہنچا تو وہاں ہندو سکھوں کے منظم جتھوں نے مسلمانوں کے کنوائے پر فائرنگ کی۔ ایسے حالات میں جو کچھ بھی ہو جائے کون تفتیش کرتا ہے اور کون دادرسی کرتا ہے، جسے اللہ رکھے اسے کون چکھے۔ امرتسر سے ٹرک لاہور والٹن کیمپ میں نہایا گیا۔ لاہور میں میری کوئی .. جان پہچان نہ تھی۔ مرزائی سید سے جو دھامل بلڈنگ میکلوڈ روڈ میں منظم طریق پر آباد ہو رہے تھے۔ خلیفہ محمود رتن باغ کی کوٹھی میں قیام پذیر تھے، اور وہ ربوہ کی تعمیر میں کوشاں تھے۔

میں توکل علی اللہ اپنے بال بچوں کو لے کر جودھامل بلڈنگ پہنچا تو وہاں مرزائی والنٹیرز نے مجھے ٹھہرنے نہ دیا کہ یہ جگہ احمدیوں کے لئے ریزرو ہے۔ میرے پاس اخراجات کے لئے کوئی معقول رقم تو تھی نہیں، معمولی چند یوم تک کا خرچ تھا۔ وہاں نسبت چوک میں پڑھی تانگہ پر کسی خالی مکان کی تلاش میں جا رہا تھا کہ تقدیر نے جو مسبب الاسباب ہے، سید مظفر علی شمسی سے اتفاقاً ملاقات ہو گئی، انہوں نے کہا کہ کہاں جا رہے ہو، میں نے کہا کہ یہ مجھے خود بھی معلوم نہیں ہے

نہ فکر منزل ہے نہ ہوش جادہ منزل مجھے
جا رہا ہوں جس طرف لے جا رہا ہے دل مجھے

انہوں نے کہا میں نسبت روڈ پر قیام پذیر ہوں۔ آؤ وہاں مکان تلاش کرکے چند دلیت کریں۔ بچے میرے گھر میں بٹھاؤ اور مکان دیکھیں۔ ابھی ہندو خالی کر کے بڑے آرام سے جا رہے ہیں۔ ان کا کیمپ ڈی۔ اے۔ وی کالج (۷-۸-۵) لاہور میں تھا۔

میں نے اپنے بال بچے نسبت روڈ پر مظفر علی شمسی کے کمرہ میں بٹھائے اور مکان کی تلاش ہوئی۔ عارضی طور پر نسبت روڈ کی مسجد کے سامنے ایک مکان مل گیا۔ میں بچوں کو وہاں چھوڑ کر مسلمانوں کے قافلہ کا پتہ کرنے گیا۔ پہلے نارووال گیا۔ وہاں سے مسلم لیگ کے کیمپ سے پتہ چلا کہ اس قافلہ کے لوگ

سیالکوٹ جا چکے ہیں ۔ میں سیدھا سیالکوٹ پہنچا تو سٹیشن پر قادیان کے مسلمانوں کا قافلہ بیٹھا تھا ۔ ایک دوسرے کو دیکھ کر باہمی طور پر روئے مگر کیا ہو سکتا تھا، جدھر جس کے سینگ سمائے چلا گیا ۔ قافلہ کے لوگ اپنے اپنے رشتہ داروں کی تلاش میں تھے ۔ کچھ لوگ اپنی تلاش میں کامیاب ہوئے ۔ میں واپس لاہور آگیا ۔

قادیان کا حشر

قادیان میں جو کچھ بعد میں ہوا ، مرزائیوں کی معرفت پتہ چلا کہ :

"افسوس ہے کہ قادیان کے حالات دن بدن زیادہ ابتر ہوتے جا رہے ہیں ۔ جناب میاں محمود احمد خلیفہ قادیان کا مکان ، بیت الحمد ، چوہدری ظفر اللہ صاحب کی کوٹھی لوٹ لی گئی ۔ محلہ دار الرحمت ، دار الانوار میں قتل و غارت کا بازار گرم کیا گیا ۔ جس میں کہا جاتا ہے کہ ڈیڑھ سو آدمی شہید ہوئے ۔ مسجد میں گرد و نواح کے ہندو مکانات سے بم پھینکے گئے جس سے دو آدمی شہید ہوئے "

(پیغام صلح ۸ ر اکتوبر ۱۹۴۷ء)

حالات اس قدر نازک ہو گئے کہ عاشقانِ احمد ہجرت پر مجبور ہوئے اور انہیں اس قدر صدمہ ہوا کہ ہجرت کے بعد کے سلسلہ کے بزرگ اور مسیح موعود کے بعض صحابہؓ اس دارِ فانی سے کوچ کر کے اپنے مالکِ حقیقی سے جا ملے ، انا للہ و انا الیہ راجعون !"

(الفضل ۲۶ ر مئی ۱۹۴۸ء)

مصنوعی کرشن اوتار کے خلیفہ کی درگت !

یہ مرزا محمود خلیفہ قادیان ، خلیفہ کرشن اوتار ، جے سنگھ بہادر ، اور رو گوپال کے قادیان کی حالت ایسی کیوں ہوئی ۔ یہ خدائی باتیں کہ قادیان تخت گاہِ راجہ کرشن ہے :

آخر یہ بھی واضح ہو کہ میرا اس زمانہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے آنا محض مسلمانوں کی اصلاح کے لئے نہیں ہے ۔ بلکہ مسلمانوں اور عیسائیوں کیلئے

مسیح موعود کر کے بھیجا ہے۔ ایسا ہی ہندوؤں کے لئے بطور اوتار ہوں . . . . یا یوں کہنا چاہیئے کہ روحانی حقیقت کی رُو سے میں وہی کرشن ہوں!"

(لیکچر سیالکوٹ ۲ر نومبر ۱۹۰۴ء مصنفہ مرزا صاحب)

۲۔ "خدا تعالے نے بار بار میرے پر ظاہر کیا ہے کہ جو کرشن آخری زمانے میں ظاہر ہونے والا تھا، وہ تو ہی ہے۔ آریوں کا بادشاہ!

(تتمہ حقیقۃ الوحی صہ ۸۵ مصنفہ مرزا غلام احمد)

۳۔ "اس نہ کلنک اوتار کا نام مرزا غلام احمد ہے۔ جو قادیان، ضلع گورداسپور میں ظاہر ہوئے . . . . . ان کے ذریعہ سے وہ پھر عدل و انصاف سے بھرنا چاہتا ہے . . . . ان کی سفارش پر لوگوں کی تکلیف کو دور کرتا ہے اور عزتیں بخشتا ہے"

(اخبار الفضل قادیان، ۲ر اپریل ۱۹۲۶ء)

۴۔ "آخری زمانہ میں ایک اوتار کے ظہور کے متعلق جو وعدہ انہیں دیا گیا تھا، وہ خدا کی طرف سے تھا اور اس کو ہندوستان کے مقدس نبی مرزا غلام احمد قادیانی کے وجود میں خدا تعالیٰ نے پورا کر دکھایا"

(ریویو آف ریلیجنز قادیان جلد نمبر ۳، شمارہ ۱۱)

۵۔ قادیان کے کرشن کا اعلان یہ تھا:

"مسیح آگیا ہے اور وہ وقت آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ زمین پر رام چندر پوجا جائے گا نہ کرشن، نہ عیسیٰ علیہ السلام!"

(شہادت القرآن، صفحہ ۱۵)

مال:

۱۔ "مسیح کے نزول کے وقت اسلام دنیا میں پھیل جائے گا اور مِلل باطلہ ہلاک ہو جائیں گے اور راستبازی ترقی کرے گی"

(ایام الصلح، صہ ۱۲۶)

۲۔ اگر میں نے اسلام کی حمایت میں وہ کام جو مسیح موعود کو کرنا چاہیئے تھا

نہ کر دکھایا اور میں یونہی مر گیا تو سب گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں"
(اخبار البدر قادیان ۱۹ جولائی ۱۹۰۶ء)

عبداللطیف قادیانی نبی کی پیشگوئی

"میاں محمود احمد صاحب قادیانی اور ان کی جماعت نے میرے دعاوی کو قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے مجھے اپنی وحی کے ذریعہ اطلاع دی ہے کہ وہ ان کو سزا دے گا اور ان کے اس انکار اور سرکشی کی پاداش میں خدا کا غضب میاں محمود احمد کی پاداش میں خدا کا غضب میاں محمود احمد قادیانی پر اور ان کے ساتھیوں پر اور ان کی بستی پر، کسی سخت مصیبت اور عذاب شدید کے بعد جماعت احمدیہ اور ان کے منتشر لوگ میرے ہاتھ پر جمع ہوں گے"
(ٹریکٹ، عبداللطیف۔ خدا کا نبی اور رسول اور امام مہدی، گناچور ضلع جالندھر ص۵)

غرضیکہ:

اب قادیان میں کرشن پوجا جاتا ہے اور وہاں بت پرستی کھلے بندوں ہوتی ہے۔ بلکہ کرشن پرستوں کی حکومت ہیں، قادیان کے در و دیوار اور اس کی مٹی پکار پکار کر فریاد کر رہی ہے، اسے غلام رسول راجیکی، جھوٹی، مبالغہ آمیز، غلو سے لبریز نظمیں بنانے والے اور قادیان کے خلیفہ حج اکبر کا قادیان میں اعلان کرکے مکہ کے حج کی توہین کرنے والے، مسجد اقصٰی کی غلط نادین کرنے والے، مکہ مدینہ کی چھاتیوں کا دودھ خشک کرنے والے قادیان کو ارض حرم و مکہ بتانے والے، اب قادیاں کی مقدس الارضی کا حکومت پاکستان سے کروڑوں روپوں کا کلیم دے کر معاوضہ اور جائیداد حاصل کرنے والے اور رتن باغ کا کلیم حاصل کرنے میں ناکام رہتے والے، میرے تقدس کو فروخت کرنے والے، اب پارہ پارہ کیوں ہوئے، خدا کی لاٹھی میں آواز نہیں، اپنا عبرت ناک انجام دیکھ! کبھی تو قادیان سے اپنے

مخالفوں کو جلا وطن کرتا تھا ، آج اپنے عمل کے بد انجام کو دیکھ ، آج خود جلا وطن ہوا اور تجھے قادیان کا بہشتی مقبرہ بھی نصیب نہ ہوا ؎

دو گز زمین بھی نہ ملی کوئے یار میں

اگر قرآن کریم کی آیاتِ جہاد کا منکر نہ ہوتا اور کفار کے ساتھ جہاد کرتا .. اگر سچائی اختیار کرتا ، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دینِ حق کی مخالفت نہ کرتا بلکہ توبہ کرتا تو قادیان میں سب سے پہلے مفرور نہ ہوتا بلکہ اعلانِ جہاد کر کے صفِ اوّل میں لڑتا ، غازی بنتا یا شہید تو دنیا تمہاری بہادری کی داد دیتی ، مت سے عمرِ ثانی بننا آسان نہ تھا ــــــ تکبر نے یہ دن دکھایا ، اب بھی مرزائی جماعت توبہ کر کے اسلام میں داخل نہ ہوئی تو عذابِ آخرت کا انتظار کرے ــــــ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

علامہ احسان الٰہی ظہیر کے حقیقت نگار قلم سے

ایک نئی عربی کتاب

الشیعۃ والسنۃ

عربی ٹائپ ، اعلیٰ کاغذ ، آفسٹ طباعت بہترین گٹ اپ

قیمت بارہ روپے

ملنے کا پتہ : ادارہ ترجمان السنۃ ــــــ ۷۔ ایبک روڈ انارکلی۔ لاہور